الٰہی جماعتوں کے مخالفین کا انجام

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ر نومبر ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی:

وَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ لَئِنۡ جَآءَہُمۡ نَذِیۡرٌ
لَّیَکُوۡنُنَّ اَہۡدٰی مِنۡ اِحۡدَی الۡاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ
نَذِیۡرٌ مَّا زَادَہُمۡ اِلَّا نُفُوۡرَا ۣ ﴿۴۳﴾ ۙ اسۡتِکۡبَارًا فِی الۡاَرۡضِ وَ
مَکۡرَ السَّیِّیٴِ ؕ وَ لَا یَحِیۡقُ الۡمَکۡرُ السَّیِّیٴُ اِلَّا بِاَہۡلِہٖ ؕ
فَہَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا سُنَّتَ الۡاَوَّلِیۡنَ ۚ فَلَنۡ تَجِدَ
لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا ۬ۚ وَ لَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحۡوِیۡلًا ﴿۴۴﴾
اَوَ لَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ
الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَ کَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً ؕ وَ مَا کَانَ اللّٰہُ
لِیُعۡجِزَہٗ مِنۡ شَیۡءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ
اِنَّہٗ کَانَ عَلِیۡمًا قَدِیۡرًا ﴿۴۵﴾ وَ لَوۡ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا
کَسَبُوۡا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَہۡرِہَا مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّ لٰکِنۡ یُّؤَخِّرُہُمۡ
اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُہُمۡ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ
بَصِیۡرًا ﴿۴۶﴾ (فاطر: ۴۳-۴۶)

پھر فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی تھی اس میں دوگروہوں کا ذکر تھا ایک وہ جو اپنی عزتیں اللہ ہی سے حاصل کرتے ہیں ان کی تمام دعاؤں کا رخ ان کی التجاؤں کا رخ آسمان کی طرف رہتا ہے اور عمل صالح ان کے پاکیزہ کلمات کو مزید رفعتیں بخشارہتا ہے۔اسی آیت کے دوسرے حصے میں ان لوگوں کا بھی ذکر تھا اور ہے جو وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ کہ جو گندی اور بری اور ناپاک تدبیریں کرتے ہیں اوران کے متعلق فرمایا لَهُمْ عَذَابٌ ان کے لئے بہت ہی سخت عذاب مقدر ہے۔

یہ مَكْرَ السَّيِّئِ سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں جب ہم اسی سورۂ فاطر کے آخر پر پہنچتے ہیں تو مَكْرَ السَّيِّئِ کے مضمون کو قرآن کریم خود ہی کھول دیتا ہے۔فرماتا ہے وہ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے خدا کی بڑی بھاری قسمیں کھائیں اور یہ کہا کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا خدا کی طرف سے آیا ہو یا آجائے تو یقیناً وہ پہلی قوموں سے زیادہ ہدایت پانے والے ہو جائیں گے لیکن افسوس ان کے حال پر کہ جب ان کے پاس ڈرانے والا آیا تو نفرتوں کے سوا انہوں نے کسی چیز میں ترقی نہیں کی۔ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ کیونکہ یہ زمین میں تکبر اختیار کرنے والے لوگ ہیں تکبر اختیار کرتے ہوئے انہوں نے آنے والے کا انکار کر دیا وَمَكْرَ السَّيِّئِ اور اس وجہ سے انکار کیا کہ یہ بری تدبیریں جانتے تھے۔ایسے لوگ تھے جن کو یہ گھمنڈ تھا کہ ہم زمین میں بڑے بھی ہیں اور سازشوں اور جھوٹی سکیمیں بنانے میں ہمارا کوئی جواب نہیں، ہر قسم کی گندی تدبیریں بنانی ہمیں خوب آتی ہیں اس لئے جس قوم کے پاس طاقت بھی ہو بڑائی بھی ہو اور مکر اور فریب کی تدبیریں بنانے کی بھی ماہر ہو اس کو خدا کی طرف سے آنے والے کسی شخص کی پروا نہیں رہتی۔وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہی دو چیزیں ہیں جو دنیا میں کامیابی کا گر ہوا کرتی ہیں۔جن کے پاس دنیا کی ظاہری بڑائی آجائے اور اس کے علاوہ وہ سازشی دماغ بھی رکھتے ہوں اور گندی مکر و فریب کی تدبیریں بنانا ان کا روزمرہ کا کام ہو وہ خدا کی طرف سے آنے والے ایک عاجز بندے پر کیسے ایمان لا سکتے ہیں؟

تو قوم کی ساری نفسیاتی حالت اسے انکار پر آمادہ کرتی ہے اس کا نقشہ اس آیت کے ایک چھوٹے سے ٹکرے میں کھینچ دیا گیا اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ط ان دو چیزوں نے قوم کو

ہدایت پانے سے محروم کر دیا۔لیکن ایک بات تو بھول جاتے ہیں وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ گندی اور ناپاک تدبیر تو بنانے والے کے سوا کسی کو گھیرے میں نہیں لیا کرتی ۔ کسی کا گھیرا نہیں ڈالتی ، کسی کو ناکام اور ذلیل ورسوا نہیں کرتی ، کسی کو ہلاک نہیں کرتی مگر اسی کو جس نے وہ تدبیر بنائی ہو اور فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ پس وہ کیا گزرے ہوئے لوگوں کے اوپر جو واقعات گزر گئے ان کے سوا کچھ چاہتے ہیں؟ کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس دفعہ وہ واقعات ان پر نہیں گزریں گے جو پہلی قوموں پر گزرتے رہے ہیں جن پر تاریخ گواہ ہے؟ کیا وہ خدا سے کسی اور سلوک کی توقع رکھ رہے ہیں؟ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللهِ تَبْدِيلًا لیکن یادرکھیں اوراے مخاطب! تو یادرکھ کہ تو خدا کی سنت میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں دیکھے گا۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللهِ تَحْوِيلًا ﴿۴۴﴾ اور خدا کی تدبیر میں اور خدا کی سنت میں تو کبھی کوئی ٹال مٹول نہیں دیکھے گا واضح اور یقینی اور غیر مبدل سنت جیسے ہمیشہ سے کام کرتی چلی آتی ہے ویسے ہی آج کرے گی۔

اس آیت میں جو ایک قابل توجہ بات ہے یہ ہے کہ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ میں تو پہلوں کی سنت کا ذکر فرمایا گیا تھا کہ کیا یہ پہلوں کی سنت کے سوا بھی کسی سنت کی توقع رکھتے ہیں؟ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللهِ تَبْدِيلًا میں پہلوں کی سنت کے دہرائے جانے کی بجائے اللہ کی سنت کا ذکر فرما دیا گیا تو مراد یہ ہے کہ وہ پہلے لوگوں جیسی حرکتیں کر رہے ہیں اور پہلے لوگوں جیسے انجام سے بے خبر ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کا انجام ویسا نہیں ہوگا اور چونکہ یہ انجام خدا کی طرف سے آیا کرتا ہے اس لئے جب نتیجہ ظاہر فرمایا تو وہاں سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ کی بجائے سنت اللہ کی طرف اشارہ فرما دیا کہ جب پہلے لوگوں نے ایک خاص طریق اختیار کیا، ایک خاص رنگ ڈھنگ اپنایا تو ان کی ہلاکت خدا کی تقدیر کے نتیجہ میں ہوئی تھی، ایک طبعی نتیجہ کے طور پر نہیں ہوئی اس لئے مضمون کو بدل کر سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ کی بجائے نتیجے کے وقت اللہ کی سنت کا ذکر فرما دیا، یہ چونکہ پہلی قوموں کی سنت پر چل پڑے ہیں اور توقع یہ رکھ رہے ہیں کہ پہلی قومیں تو بیوقوفی کی وجہ سے یا کسی اور مقصد یا کسی اور کوتاہی کی وجہ سے ہلاک ہوئی تھیں ہم زیادہ ہوشیار ہیں، ہم زیادہ بڑے ہیں، ہم زیادہ چالاکیاں جانتے ہیں، ہم اس انجام سے بچ جائیں گے۔ یہ وہم پیدا ہوتا ہے بد سکیمیں بنانے والوں کے دماغ میں اور مَكْرَ السَّيِّئِ کرنے والوں کے دماغ میں اگر وہ یہ یقین رکھتے کہ اللہ کی طرف سے پھر

ایک سنت جاری ہوا کرتی ہے توان کو کبھی وہم وگمان بھی نہ آتا کہ ہم اپنی بدتدبیروں کے بدنتائج سے بچ جائیں گے۔تو چونکہ وہ پہلوں کی سنت پر دھیان اس طرح کرتے ہیں جیسے کچھ گزری ہوئی قومیں تھیں ان سے یہ بیوقوفی سرزد ہوگئی، ان سے وہ بے وقوفی سرزد ہوگئی، ایسے بعض بڑے بڑے لوگ تھے ان کی تاریخ پڑھتے ہیں کہتے ہیں ان سے یہ حماقت ہوئی، یہ نہ ہوتا تو نپولین نہ مارا جاتا، وہ نہ ہوتا تو فرعون کے ساتھ وہ سلوک نہ ہوتا۔تو وہ تاریخی نقطہ نگاہ سے ان کی غلطیاں دیکھنے لگ جاتے ہیں اور ان کی سنت کی طرف ان کا دھیان رہتا ہے اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ جب یہ قومیں دنیاوی قومیں اللہ کے مقابل پر آتی ہیں تو پھر اللہ کی بھی ایک سنت جاری ہوا کرتی ہے، اس سنت میں وہ کبھی کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے، اس سنت میں وہ کبھی ٹال مٹول نہیں پائیں گے۔

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَکَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً ؕ

وہ کیوں غور نہیں کرتے اور کیوں جائزہ نہیں لیتے اپنے گردوپیش کا وہ قوموں کی اس دبی ہوئی تاریخ کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے جو ہلاک ہوکر زیر زمین دفن ہوچکی ہیں یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ دنیا میں پھریں اور دیکھیں کہ پرانی قوموں کا کیا انجام ہوا وَکَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً ؕ وہ ان سے زیادہ طاقتور تھیں اور ان کے مقابل پر خدا کی طرف سے آنے والے بندے بظاہر ان سے بہت زیادہ کمزور تھے۔وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعۡجِزَہٗ مِنۡ شَیۡءٍ اب پھر اسی طرز میں جس طرح پہلے قوم کی سنت کا ذکر کر کے اچانک سنت کا مضمون خدا کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا تھا اب ان کی اس قوم کو اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً ؕ بیان کرنے کے بعد کہ وہ بہت بڑی طاقتور قومیں تھیں اچانک مضمون کو پھر خدا کی طرف پھیر دیا اور فرمایا:

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعۡجِزَہٗ مِنۡ شَیۡءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ

لیکن بدقسمتی سے ان کا مقابلہ خدا سے پڑ گیا یعنی مضمون یہ بیان کیا جارہا ہے کہ اگر ان کی قوت پر صرف انحصار کیا جائے اور عام تاریخی مطالعہ ہو تو نتیجہ یہی نکلنا چاہئے جو اس زمانہ کے بیوقوف نکالتے ہیں کہ جب بڑی قوموں کی چھوٹی قوموں سے ٹکر ہوتی ہے تو ان کو ہلاک کر دیا کرتی ہیں، جب زیادہ مکار اور چالاک لوگوں کی سادہ لوح انسانوں سے لڑائی ہوتی ہے تو مکار اور چالاک غالب آجایا

کرتے ہیں، یہ طبعی نتیجہ ہے۔تو فرمایا وہ پہلے تو ان سے بھی زیادہ طاقتور تھے جو آج ہیں لیکن وہ ناکام اور ہلاک ہوئے اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے مقابل پر زمین و آسمان میں کوئی چیز بھی نہیں آسکتی ،کوئی چیز بھی ٹھہر نہیں سکتی۔ دنیا کی کوئی طاقت خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا وہ علیم بھی ہے اور قدرت بھی بہت رکھتا ہے۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ اگر اللہ لوگوں کی بداعمالیوں پر لوگوں کو پکڑے تو زمین پر کسی جاندار کو بھی نہ چھوڑے۔ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لیکن وہ ایک مدت معینہ تک جو ان کے لئے مقدر ہے ان کو ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۶﴾ جب ان کی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۶﴾ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت نظر رکھنے والا ہوتا ہے۔عموماً ترجمہ کرنے والوں کا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ ان کی بداعمالیوں پر نظر رکھ کر ان کو سزا دیتا ہے اور اس وقت وہ یہ جانتے ہیں کہ ہاں اللہ تعالیٰ خوب بصیر تھا۔ایک یہ معنی بھی ممکن ہے لیکن زیادہ موزوں برمحل معنے اس کے برعکس ہیں کیوں کہ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا میں ایک پیار کا اظہار پایا جاتا ہے۔اپنے بندوں پر نظر رکھنے والا ہے مراد یہ ہے کہ قومی عذاب کے وقت بھی جب کہ عالمی طور پر انسان پکڑا جائے یا قومی طور پر کوئی بعض جغرافیائی قومیں پکڑی جائیں اس قسم کے وسیع پیمانے کے آنے والے عذابوں کے وقت بھی اپنے بندوں پر اللہ پیار کی نظر رکھتا ہے اور ان کو ان مصیبتوں سے بچاتا ہے ورنہ تو قومی پکڑ کے وقت یہ خطرات درپیش ہوتے ہیں کہ کمزور لوگ جو پہلے ہی بیچارے طاقتور دشمنوں کے ہاتھوں ظلم اٹھا رہے ہیں ستم اٹھا رہے ہیں وہ لوگ اور بھی زیادہ مصیبتوں کا شکار نہ ہو جائیں۔تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کی طرف سے آنے والے عذابوں میں ایک امتیاز تم دیکھو گے۔ عام عذابوں کی طرح وہ سب کو برابر نہیں پیسیں گے بلکہ چونکہ اپنے بندوں کی حفاظت کے لئے اور اپنے بندوں سے پیار کے اظہار کے لئے خدا ایسا کرتا ہے اس لئے پھر ایسے حالات میں ان پر نظر بھی رکھتا ہے اور ان کو ان مصیبتوں سے بچاتا بھی ہے۔

یہ وہ آیات کریمہ ہیں جن کے ذکر میں بظاہر تو انسان کا دماغ ہزاروں سال کی مذہبی تاریخ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے لیکن ایک احمدی کی نظر سے دیکھا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی تاریخ

آج ہمارے سامنے اس طرح گزر رہی ہے، اس طرح دوہرائی جارہی ہے جیسے ایک فلم چلائی جارہی ہو۔ وہ زمانے جو کھوئے گئے تھے، وہ قومیں جو زمین میں پیوست ہو کر تہہ خاک سو بھی چکی تھیں مدتوں سے، قصے اور کہانیاں بن چکی تھیں، ان کی تاریخ بھی زندہ ہو رہی ہے اور ان قوموں کی تاریخ بھی زندہ ہو رہی ہے جن قوموں کو ہلاک کرنے کے لئے یہ گڑھے مردے پھر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں لیکن یہ زندگی جو مَكْرَ السَّيِّئِ کرنے والوں کی زندگی ہے یہ ایک عارضی زندگی ہے اور وہ جن کو ہلاک کرنے کے یہ درپے ہیں وہ انہی حالات میں سے ہمیشہ کی زندگی پا جائیں گے فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا اس لئے زندگی پا جائیں گے کہ اللہ اپنے بندوں پر پیار کی نظر رکھتا ہے اور کبھی ان کو اکیلا نہیں چھوڑا کرتا۔ یہ ہے مضمون اس آیت کا یا ان چند آیات کا جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعض متعلقہ اقتباسات بھی میں پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ گزشتہ تقریباً دو سال سے میں مسلسل قوم کو متنبہ کر رہا ہوں کہ اپنی ہلاکت کے سامان اپنے ہاتھوں سے نہ کرو۔ تم سے پہلے بڑی بڑی قومیں گزری ہیں، بڑے بڑے طاقتور آئے ہیں، بڑے بڑے فرعون اس دنیا میں پیدا ہوئے اور چلے بھی گئے اور ہر ایک نے ان میں سے کوشش کی تھی کہ خدا کی طرف سے اٹھائی جانے والی آواز کو دبا دیں اور ہلاک کر دیں اور جب بھی انہوں نے ایسا کیا وہ ہمیشہ خود ہلاک ہوئے اس لئے باز آؤ اور اپنی ان حرکتوں سے توبہ کرو اور استغفار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ استغفار کرنے والوں کو کبھی ضائع نہیں فرمایا کرتا ہے بے انتہا رحم کرنے والا اور بے حد توبہ قبول کرنے والا خدا ہے لیکن اس بات کی سمجھ نہیں آئی کسی کو اور دن بدن وہ پہلے سے زیادہ اپنی شرارت میں بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ اب یہ حالت پہنچ چکی ہے کہ براہ راست کلمہ طیبہ پر ہاتھ ڈالنے کا قوم نے فیصلہ کیا ہوا ہے یعنی قوم کے چند شریر سربراہوں نے لیکن چونکہ وہ قوم کی نمائندگی کر رہے ہیں، چونکہ قوم ان کے ہاتھ نہیں روک رہی اس لئے ان کے شر سے قوم بھی پھر بچ نہیں سکے گی اس لئے اب میں **اس قوم کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اپنے بڑوں کے ہاتھ اس ظلم سے روک لو جو لازماً تمہیں ہلاک کر دے گا کیوں کہ اب مقابلہ اس بات کا نہیں ہے کہ احمدی کتنے ہیں اور اس کے مقابل پر احمدیوں کے دشمن کتنے ہیں؟ اگر ساری دنیا بھی کلمہ طیبہ کو**

مٹانے کی کوشش کرے گی تو لازماً کلمہ اس دنیا کو ہلاک کر دے گا۔آج کلمہ کی طاقت کا غیر توحیدی طاقتوں سے مقابلہ ہو گیا ہے۔آج قوم ننگی ہو کر اور کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ ان کے مدعا اور مقاصد کیا تھے؟ اسلام کی تاریخ کا یہ سب سے دردناک دور ہے کہ اسلام کے نام پر اسلام کے دشمنوں کی تاریخ دہرائی جارہی ہے۔ایک وہ دور تھا کلمہ طیبہ مٹانے کا جب آنحضرت ﷺ نے دعویٰ فرمایا اور کلمہ کی حفاظت کرنے والے مکہ کی گلیوں میں گھسیٹے گئے۔ان پر ایسے ایسے مظالم ہوئے کہ ان کا ذکر پڑھنے سے ہی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا وقت یاد کریں کہ کس طرح کلمہ کے جرم میں ان کو مکہ کی سنگلاخ زمینوں پر اس طرح گھسیٹا جاتا تھا جس طرح ایک مرے ہوئے کتے کو ٹانگوں میں رسی ڈال کر بچے گھسیٹتے ہیں۔ان کو اور بعض اور غلاموں کو تپتے ہوئے صحراؤں میں جب کہ درجہ حرارت ۱۴۰ درجہ پہنچ جایا کرتا تھا، تپتی ریت پر لٹا کر پھر گرم پتھر کی سلیں ان کی چھاتیوں پر رکھی جاتی تھیں اور کہا جاتا تھا کہ اب بھی توبہ کرو گے کہ نہیں کلمہ طیبہ سے؟ اور راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس حالت میں بے ہوش ہوا کرتے تھے کہ اسهدان لا الہ الا اللہ کی آواز ان کی بلند ہو رہی ہوتی تھی آخری وقت تک اور جب ہوش آتی تھی تو پہلا کلمہ خود بخود منہ سے نکلتا تھا اسهدان لا الہ الا اللہ محمدا رسول اللہ۔

کیسا بدبختی کا زمانہ ہے کہ وہ دور جس میں دشمن اسلام نے کلمہ کو مٹانے کا فیصلہ کیا اور اس راہ میں انتہائی مظالم اختیار کئے وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے دشمنوں کا دور اور ان کا کردار آج کے مسلمانوں نے اپنا بنانا شروع کر دیا ہے اور سارے پاکستان کی مساجد میں یہ اعلان ہو رہے ہیں کہ ہم احمدیوں کی مساجد سے ان کے در و دیوار سے کلمہ مٹا کر چھوڑیں گے اور حکومت کے نمائندے، میرے پاس تصویریں ہیں بے شمار ایسی پڑی ہوئی وہ سیڑھیوں پر چڑھ چڑھ کر، دیواروں پر چڑھ چڑھ کے کلمہ پر سیاہی پھیر رہے ہیں۔کوئی حیا نہیں، کوئی خوف نہیں خدا کا کچھ پتا نہیں کہ وہ اپنی کیا تصویر بنا رہے ہیں۔

ایک بات بہر حال آخری اور یقینی ہے کہ جماعت احمدیہ کلمہ کی حفاظت میں جان دے گی اور ہرگز کسی قیمت پر اس بات کو قبول نہیں کرے گی۔آمر ہو یا غیر آمر، ایک دنیا کی طاقت ہو یا ساری دنیا کی طاقتیں ہوں، ہرگز کوئی احمدی کسی آمر کی کوئی ایسی بات قبول نہیں کرے گا جو دین کے اصولوں پر حملہ آور ہو رہی ہو اور کلمہ طیبہ تو دین کی جان ہے اصول تو دوسری باتیں ہیں یہ تو وہ مرکزی حصہ ہے جس

سے سارے اصول نکلتے ہیں۔ وہ بیج کی جڑ ہے جس سے آگے جڑیں پھوٹتی ہیں اس لئے اس بات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی احمدی کلمہ طیبہ کو چھوڑ دے گا یا کلمہ طیبہ کو مٹانے دے گا ان ظالموں کے ہاتھوں۔ اگر کوئی حکومت بد کردار خود مٹاتی ہے تو دیکھیں اس حکومت کے ساتھ پھر خدا کیا سلوک کرتا ہے لیکن حکومت کے علاوہ جو لوگ ہیں خواہ احمدی کتنے ہی اس راہ میں مارے جائیں ان کو نہیں ہاتھ ڈالنے دیں گے۔ بعض اصول ہیں جن کے نتیجہ میں ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر حکومت کے نمائندے کسی قانون کے تابع مٹاتے ہیں تو مزاحمت نہیں کی جائے گی لیکن کلمہ لکھا جائے گا، حکومت کا یہ حکم تسلیم نہیں کیا جائے گا کہ تم نے کلمہ چھوڑنا ہے۔ اس راہ میں جو کچھ گزرتی ہے گزرے گی اس لئے ان دو باتوں کے درمیان میں رہنا ہوگا۔ کسی آمر کی یہ بات تسلیم نہیں کی جائے گی کہ تم کلمہ چھوڑ دو اور قانون تمہیں منع کر رہا ہے اس لئے اپنا یہ حق اپنے ہاتھوں سے ترک کر دو۔ جو چاہے وہ کر گزرے ہم دیکھیں گے ہمارا خدا اس سے زیادہ طاقتور ہے یا وہ ہمارے خدا سے زیادہ طاقتور ہے۔

”آنحضرت ﷺ کو بھی ایک وقت کے جبار آمر نے اسی قسم کا ایک پیغام بھیجا تھا اور اس یمن کے بادشاہ کے ذریعہ یہ پیغام بھجوایا تھا کہ تمہاری گردن ہمارے ہاتھ میں ہے اس لئے حکم سنتے ہی چلے آؤ ہماری طرف۔ چند دن دعا اور استخارہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے جواباً یہ پیغام بھیجا کہ اس سے جا کر کہہ دو کہ میرے خدا کے ہاتھ میں اس کی گردن ہے اس لئے میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ ہم نے آج اسے ہلاک کر دیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ساری دنیا کی طاقتوں کی گردنیں ہیں۔ پتہ نہیں کیوں دنیا کے متکبران باتوں کو بھول جاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے ٹکر لینا ایک بہت ہی بڑا جہالت کا کام ہے، خودکشی ہے اور جب انسان ایسے مقامات پر فائز ہو جہاں وہ قوم کی نمائندگی کرتا ہو تو یہ قومی خودکشی بن جاتی ہے اس لئے ہم تو ایک حرف نصیحت کے طور پر اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ فعل نہ کرو **اگر تم کلمے مٹاؤ گے تو خدا کی قسم خدا کی غیرت کا ہاتھ تمہیں لازماً مٹا دے گا اور پھر کوئی دنیا کی طاقت تمہیں بچا نہیں سکے گی** لیکن چونکہ تمہارے دکھ بھی پھر ہمیں پہنچتے ہیں اس لئے ہم بار بار تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ ایسے افعال سے، ایسے بد افعال سے باز آجاؤ۔ اتنی جہالت، اتنا اندھا پن ہے کہ ان کو نظر نہیں آرہا کہ جن کو غیر مسلم کہتے ہیں وہ کلمے کی حفاظت میں مارے جا رہے ہوں گے اور وہ لوگ جو مسلمان بنتے ہیں وہ کلمہ مٹا رہے ہوں گے۔ یہ بھی ان کو نظر نہیں آرہا کہ کہاں تک وہ پہنچ چکے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے چند اقتباسات کا میں نے ذکر کیا تھا جو صورت حال پر چسپاں ہونے والے ہیں ان کو پڑھ کر میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ ان متکبر مولویوں کا تکبر توڑے گا اور انہیں دکھلائے گا کہ وہ کیوں کرغریبوں کی حمایت کرتا ہے اور شریروں کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالتا ہے؟ شریر انسان کہتا ہے کہ میں اپنے مکروں اور چالاکیوں سے غالب آجاؤں گا''

مَكْرَ السَّيِّئِ کا جو ذکر پہلے قرآن کریم میں گزرا ہے یہ اسی کی طرف اشارہ فرمایا جارہا ہے۔

''اور میں راستی کو اپنے منصوبوں سے مٹا دوں گا اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور طاقت اس سے کہتی ہے کہ اے شریر! میرے سامنے اور میرے مقابل پر منصوبہ باندھنا تجھے کس نے سکھایا، کیا تو وہی نہیں جو ایک ذلیل قطرہ رحم میں تھا؟ کیا تجھے اختیار ہے جو میری باتوں کو ٹال دے؟''

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بد قسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پُر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے؟ ۔۔۔۔۔ اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرے اور اگر انسانوں میں سے

ایک بھی میرے ساتھ نہ ہوتو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔۔۔۔۔۔۔خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو! تمہارا یہ کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو۔''

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۹۔۵۰)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''چنانچہ میں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اس قدر آفات آنے والی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ آندھی آتی ہے اور جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں ہوا کہ پہلے تھوڑے نشان دکھلائے گئے اور آخر وہ نشان دکھایا گیا جس کو دیکھ کر فرعون کو بھی کہنا پڑا کہ:

قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ

خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کرے گا اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائے گا جو قیامت کا نمونہ ہے تب ہر قوم میں ماتم پڑے گا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہیں کیا۔''

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:

''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہیں کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کردے گا۔'' یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور رب جلیل کا کلام ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور

بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے۔ ان سب کو آسمانی سیف اللہ دوٹکڑے کرے گی۔‘‘

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۹۔۱۰)

فرماتے ہیں:

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہی حال اس زمانہ کے جفا کار منکروں کا ہوگا۔ ہر ایک شخص اپنی زبان اور قلم اور ہاتھ کی شامت سے پکڑا جائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سنے۔‘‘

پھر فرماتے ہیں:

’’یادرکھو! کہ آخر یہ لوگ بہت شرمندگی کے ساتھ اپنے منہ بند کرلیں گے اور بڑی ندامت اور ذلت کے ساتھ تکفیر کے جوش سے دستکش ہوکر ایسے ٹھنڈے ہوجائیں گے کہ جیسے کوئی بھڑکتی ہوئی آگ پر پانی ڈال دے۔ لیکن انسان کی تمام قابلیت اور زیرکی اور عقلمندی اس میں ہے کہ سمجھانے سے پہلے سمجھے اور جتلانے سے پہلے بات کو پاجائے۔ اگر سخت مغز خوری کے بعد سمجھا تو کیا سمجھا۔ بہتوں پر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ کافر بنانے اور گالیاں دینے کے بعد پھر رجوع کریں گے اور بدظنی اور بدگمانی کے بعد پھر حسن ظن پیدا کریں گے۔‘‘

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کردیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ کا پانی پئے گی اور یہ

سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سو اسے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔''

(تجلیات الٰہیہ صفحہ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۱ صفحہ: ۴۰۹۔۴۱۰)

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا:

پاکستان میں اس وقت جماعت پر جو حالات گزر رہے ہیں ان کو مدنظر رکھ کر آئندہ چند روز میں خصوصیت کے ساتھ دعائیں کریں اور بہت کثرت کے ساتھ اور عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ اور آئندہ چند ماہ بھی مسلسل خصوصی دعائیں جاری رکھیں کیونکہ آئندہ چند ماہ جماعت کی تاریخ میں ایک غیر معمولی مقام رکھتے ہیں اور میں اللہ کے حضور سے امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انشاء اللہ جماعت کو عظیم خوشخبریاں عطا کی جائیں گی۔